(صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے)

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کی صداقت

کی

ایک عظیم الشان دلیل

غلبہ دین حق

بر

ادیان باطلہ

از

افاضات

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفة المسیح الثانی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے امیر امان اللہ خان مرحوم والیٔ افغانستان کومخاطب کرتے ہوئے لکھا:۔

''(ایک) دلیل ۔۔۔آپ کی صداقت کے ثبوت میں یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کیا ہے جسے قرآن کریم میں مسیح موعود علیہ السلام کا خاص کام قرار دیا گیا ہے یعنی آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے (دین حق) کو دیگر ادیان پر غالب کر کے دکھایا،قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ

(توبہ:۳۳) خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے تا اللہ تعالیٰ اس دین کو باقی تمام ادیان پر غالب کر کے دکھاوے اور رسول کریم ﷺ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات زمانہ مسیح موعود میں ہوگی ، کیونکہ فتنہ دجال کے توڑنے اور یاجوج ماجوج کی ہلاکت اور مسیحیت کے مٹانے کا کام آپؐ نے مسیح کے ہی سپرد بیان فرمایا ہے اور یہ فتنے تمام فتنوں سے بڑے بتائے گئے ہیں اور یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ دجال یعنی مسیحیت کے حامی اس وقت سب ادیان پر غالب آجائیں گے ،پس ان پر غالب ہونے سے صاف ظاہر ہے کہ دیگر ادیان پر بھی (دین حق) کوغلبہ حاصل ہوجائے گا۔

پس معلوم ہوا کہ لیظہرہ علی الدین کلہ سے مراد مسیح موعود کا ہی زمانہ ہے اور یہ استنباط ایسا ہے کہ قریباً تمام مسلمانوں کواس سے اتفاق ہے۔

چنانچہ تفسیر جامع البیان کی جلد ۲۸ میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ

وذلك عند نزول عیسیٰ ابن مریم ؎۱

یہ غلبہ دین عیسیٰ بن مریم کے زمانے میں ہوگا

اور قرائن عقلیہ بھی اسی کی تائید کرتے ہیں کیونکہ تمام ادیان کا ظہور جیسا کہ اس زمانے میں ہوا ہے۔ اس سے پہلے نہیں ملتا۔ آپس میں میل جول کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے اور پریس کی ایجاد کے سبب سے کتب کی اشاعت میں سہولت پیدا ہو جانے کے سبب سے تمام ادیان کے پیروؤں میں ایک جوش پیدا ہو گیا ہے اور اس قدر مذاہب کی کثرت نظر آتی ہے کہ اس سے پہلے اس قدر کثرت نظر نہیں آتی۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں تو صرف چار دین ہی (دین حق) کے مقابلے میں آئے تھے۔ یعنی مشرکین مکہ کا دین اور نصاریٰ کا دین اور یہود اور مجوس کا دین۔ پس اس زمانے میں اس پیشگوئی کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا تھا، اس کا وقت اب آیا ہے۔ کیونکہ اس وقت تمام ادیان ظاہر ہو گئے ہیں اور نو ایجاد سواریوں اور تار اور پریس وغیرہ کی ایجاد سے مذاہب کا مقابلہ بہت شدت سے شروع ہو گیا ہے۔

غرض قرآن کریم اور احادیث اور عقل صحیح سے معلوم ہوتا ہے کہ (دین حق) کا غلبہ ادیان باطلہ پر ظاہری طور پر مسیح موعود کے زمانیمیں ہی مقدر ہے اور مسیح موعود کا اصل کام یہی ہے اس کام کو اس کے سوا کوئی اور نہیں کر سکتا اور جو شخص اس کام کو بجا لائے اس کے مسیح موعود ہونے میں کچھ شک نہیں اور واقعات سے ثابت ہے کہ یہ کام

؎۱: تفسیر جامع البیان مؤلفہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ جلد ۲۸ صفحہ ۸۸ مطبوعہ مصر ۱۲۲۹ھ طبع ثالث۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ہاتھوں سے پورا کر دیا ہے پس آپ ہی مسیح موعود ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ سے پہلے (دین حق) کی حالت ایسی نازک ہو چکی تھی کہ خود مسلمانوں میں سے سمجھدار اور زمانے سے آگاہ لوگ یہ پیشگوئیاں کرنے لگے تھے کہ چند دنوں میں (دین حق) بالکل مٹ جائے گا اور حالات اس امر کی طرف اشارہ بھی کر رہے تھے کیونکہ مسیحیت اس سرعت کیساتھ (دین حق) کو کھاتی چلی جا رہی تھی کہ ایک صدی تک (دین حق) کے بالکل مٹ جانے کا خطرہ تھا، مسلمان مسیحیوں کے مقابلے میں اس قدر زِک پر زِک اٹھا رہے تھے کہ نومسلم اقوام تو الگ رہیں، رسول کریم ﷺ کی اولاد یعنی سادات میں سے ہزاروں (دین حق) کو چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے اور نہ صرف عیسائی ہو گئے تھے بلکہ (دین حق) اور بانی (دین حق) کے خلاف سخت گندا لٹریچر شائع کر رہے تھے اور منبروں پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ کی ذاتِ مقدس پر ایسے دلآزار اتہام لگائے جاتے تھے کہ ایک مسلمان کا کلیجہ ان کو سن کر چھلنی ہو جاتا تھا، مسلمانوں کی کمزوری اس قدر بڑھ گئی تھی کہ وہ مردہ قوم ہنود کی جس کو تبلیغ کے میدان میں کبھی بھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور جو ہمیشہ اپنے گھر کی حفاظت ہی کی کوشش اور وہ بھی ناکام کوشش کرتی رہی ہے، اسے بھی جرأت پیدا ہو گئی اور اس میں سے بھی ایک فرقہ آریوں کا کھڑا ہو گیا جس نے اپنا مقصد مسلمانوں کو ہندو بنانا قرار دیا اور اس کے لئے عملی طور پر جدوجہد بھی شروع کر دی۔ یہ نظارہ بالکل ایسا ہی تھا۔ جیسے ایک بے خطا نشانچی کی نعش پر گدھ جمع ہو جاتے ہیں، یا تو وہ اس کے زور بازو سے ڈر کر اس کے قریب بھی نہ پھٹکا کرتے تھے، یا اس کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھانے لگتے ہیں

اور اسی کی ہڈیوں پر بیٹھ کر اس کا گوشت کھاتے ہیں، بعض مسلمان مصنف تک جو (دین حق) کی تائید کے لئے کھڑے ہوتے تھے، بجائے اس کی تعلیم کی خوبی ثابت کرنے کے اس امر کا اقرار کرنے لگ گئے تھے کہ (دین حق) کے احکام زمانہ جاہلیت کے مناسب حال تھے اس لئے موجودہ زمانے کی روشنی کے مطابق ان پر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔

اس اندرونی مایوسی اور بیرونی حملے کے وقت حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (دین حق) کی حفاظت کا کام شروع کیا اور سب سے پہلا حملہ ہی ایسا زبردست کیا کہ دشمنوں کے ہوش وحواس گم ہوگئے، آپ نے ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' لکھی جس میں (دین حق) کی صداقت کے دلائل کو بوضاحت بیان فرمایا اور دشمنانِ (دین حق) کو چیلنج دیا کہ اگر وہ اپنے مذاہب سے پانچواں حصہ دلائل بھی نکال دیں گے تو آپ ان کو دس ہزار روپیہ دیں گے۔[1] باوجود ناخنوں تک زور لگانے کے کوئی دشمن اس کا جواب نہ دے سکا اور ہندوستان کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک شور پڑ گیا کہ یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہے دشمن حیران رہ گئے کہ یا تو (دین حق) دفاع کی بھی طاقت نہ رکھتا تھا یا اس مردِ میدان کے بیچ میں آ کودنے کے سبب سے اس کی تلوار ادیانِ باطلہ کے سر پر اس زور سے پڑنے لگی ہے کہ ان کو اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے ہیں۔

اس وقت تک آپ نے مسیحیت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور نہ لوگوں میں آپ کی مخالفت کا جوش پیدا ہوا تھا اور وہ تعصب سے خالی تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں مسلمانوں نے علی الاعلان کہنا شروع کر دیا کہ یہی شخص اس زمانے کا مجدد ہے بلکہ لدھیانے کے ایک بزرگ نے جو اپنے زمانے کے اولیاء میں شمار ہوتے تھے

---

[1]: براہین احمدیہ چہار حصص روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۲۷۔۲۸

یہاں تک لکھ دیا کہ

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے !۱ؔ

اس کتاب کے بعد آپ نے (دین حق) کی حفاظت اوراس کی تائید میں اس قدر کوشش کی کہ آخر دشمنان اسلام کوتسلیم کرنا پڑا کہ (دین حق) مردہ نہیں بلکہ زندہ مذہب ہے اوران کوفکر پڑ گئی کہ ہمارے مذہب (دین حق) کے مقابلہ میں کیونکر ٹھہریں گےاوراس وقت اس مذہب کی جوسب سے زیادہ اپنی کامیابی پراترا رہا تھااور (دین حق) کواپنا شکار سمجھ رہا تھا یہ حالت ہے کہ اس کے مبلغ حضرت اقدسؑ کے خدام سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح گدھے شیروں سے بھاگتے ہیں اورکسی میں یہ طاقت نہیں کہ وہ احمدی کے مقابلے پر کھڑا ہو جائے۔آج آپ کے ذریعے سے (دین حق) سب مذاہب پر غالب ہو چکا ہے، کیونکہ دلائل کی تلوار ایسی کاری تلوار ہے کہ گو اس کی ضرب دیر بعد اپنا اثر دکھاتی ہے مگراس کا اثر نہ مٹنے والا ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسیحیت گوابھی اسی طرح دنیا کوگھیرے ہوئے ہے جس طرح پہلے تھی اور دیگر ادیان بھی اسی طرح قائم ہیں جس طرح پہلے تھے مگراس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی موت کی گھنٹی بج چکی ہےاوران کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے۔رسم ورواج کے اثر کے سبب سے ابھی لوگ (دین حق) میں کثرت سے داخل نہیں

۱ؔ:۔تاثرات قادیان مؤلفہ ملک فضل حسین صفحہ ۶۷ مطبوعہ مسلم پرنٹنگ پریس لاہور دسمبر ۱۹۳۸ء میں یہ شعر اس طرح درج ہے۔

’’سب مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے‘‘

ہوتے جس کثرت سے داخل ہونے پر ان کی موت ظاہر بینوں کو نظر آ سکتی ہے، مگر آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔

عقلمند آدمی بیچ سے اندازہ لگاتا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ان پر ایسا وار کیا کہ اس کی زد سے وہ جانبر نہیں ہو سکتے اور جلد یا بدیر ایک مردہ ڈھیر کی طرح (دین حق) کے قدموں پر گریں گے وہ وار جو آپ نے غیر مذاہب پر کئے اور جن کا نتیجہ ان کی یقینی موت ہے یہ ہیں۔

مسیحی مذہب پر وار:۔ مسیحی مذہب پر تو آپ کا یہ وار ہے کہ اس کی تمام کامیابی اس یقین پر تھی کہ حضرت مسیح صلیب پر مر کر لوگوں کے لئے کفارہ ہو گئے اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ پر جا بیٹھے ایک طرف ان کی موت جسے لوگوں کے لئے ظاہر کیا جاتا تھا لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت کی لہر چلا دیتی تھی اور دوسری طرف ان کی زندگی اور آسمان پر خدا تعالیٰ کے داہنے ہاتھ پر جا بیٹھنا۔ ان کی عظمت اور خدائی کا اقرار کروالیتا تھا۔ آپ نے ان دونوں باتوں کو انجیل ہی سے غلط ثابت کر کے دکھایا اور تاریخ سے ثابت کر دیا کہ مسیح کا صلیب پر مرنا ناممکن تھا کیونکہ صلیب پر لوگ تین تین دن تک زندہ رہتے تھے اور مسیح کو صرف بقول اناجیل تین چار گھنٹے صلیب پر رکھا گیا ، بلکہ انجیل میں ہے کہ جب ان کو صلیب سے اتارا گیا تو ان کے جسم میں نیزہ چبھونے سے جسم سے زندہ خون نکلا۔ (یوحنا ۳۱ تا ۳۴/ ۱۹)

اور مردے کے جسم سے زندہ خون نہیں نکلا کرتا ، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ ثابت کیا کہ حضرت مسیح نے پیشگوئی کی تھی جو اب تک اناجیل میں موجود ہے کہ آپ زندہ صلیب سے اتر آئیں گے۔ آپ نے فرمایا تھا، اس زمانے کے لوگوں کو یونس نبی

کا سا معجزہ دکھایا جائے گا۔ جس طرح وہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا اسی طرح ابنِ آدم تین دن رات قبر میں رہے گا۔ (متی ۳۹،۴۰/۱۲)

اور یہ بات متفقہ طور پر تسلیم کی جاتی ہے کہ یونس نبی زندہ ہی مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوا اور زندہ ہی اس سے باہر آیا۔ پس اسی طرح مسیح علیہ السلام بھی زندہ ہی قبر میں اتارے گئے اور زندہ ہی اس میں سے نکالے گئے۔ چونکہ تمام دلائل کی بنیاد اناجیل پر ہی تھی اس حربہ کا جواب مسیحی کچھ نہ دے سکتے تھے اور نہ اب دے سکتے ہیں۔ پس کفّارہ اور مسیح کے دوسروں کی خاطر صلیب پر مارے جانے کا عقیدہ جو مسیحیت کی طرف لوگوں کو کھینچ کر لا رہے تھے بالکل باطل ہو گئے اور اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔

دوسری ٹانگ مسیحیت کے بت کی حضرت مسیح کے زندہ آسمان پر جانے اور خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھ جانے کی تھی۔ یہ ٹانگ بھی آپ نے انجیلی دلائل سے ہی توڑ دی۔ کیونکہ آپ نے انجیل سے ہی ثابت کر دکھایا کہ مسیح علیہ السلام صلیب کے واقعہ کے بعد آسمان پر نہیں گئے بلکہ ایران، افغانستان اور ہندوستان کی طرف چلے گئے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے کہا کہ میں بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے آیا ہوں (میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانے کی نہیں مجھے ان کا بھی لانا ضروری ہے) (یوحنا:۱۶/۱۰)

اور تواریخ سے ثابت ہے کہ بابل کے بادشاہ بخت النصر نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے دس کو قید کر کے افغانستان کی طرف جلا وطن کر دیا تھا۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام کے اس قول کے مطابق ان کا افغانستان اور کشمیر کی طرف آنا ضروری تھا تا کہ وہ ان گمشدہ بھیڑوں کو خدا کا کلام پہنچا دیں۔ اگر وہ ادھر نہ آتے تو

اپنے اقرار کے مطابق ان کی بعثت لغو اور عبث ہو جاتی۔

آپ نے انجیلی شہادت کے علاوہ تاریخی اور جغرافیائی شہادت سے بھی اس دعویٰ کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا۔ چنانچہ پرانی مسیحی تاریخوں سے ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح کے حواری ہندوستان کی طرف آیا کرتے تھے اور یہ کہ تبت میں ایک کتاب بالکل انجیل کی تعلیم کے مشابہ موجود ہے جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس میں عیسیٰ کی زندگی کے حالات ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ مسیح علیہ السلام ان علاقوں کی طرف ضرور آئے تھے۔ اسی طرح آپ نے یہ ثابت کیا کہ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے اور افغانستان اور کشمیر کے آثار اور شہروں کے نام اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان ممالک میں یہودی لا کر بسائے گئے تھے، چنانچہ کشمیر کے معنی جو کہ اصل میں کشیر (جیسا کہ اصل باشندوں کی زبان سے معلوم ہوتا ہے) ''شام کے ملک کی مانند'' کے ہیں۔ کَ کے معنی مثل کے ہیں اور شِیر شام کا نام ہے۔ اسی طرح کابل اور بہت سے دوسرے افغانی شہروں کے نام شام کے شہروں کے ناموں سے ملتے ہیں اور افغانستان اور کشمیر کے باشندوں کے چہروں کی ہڈیوں کی بناوٹ بھی بنی اسرائیل کے چہروں کی بناوٹ سے ملتی ہے مگر سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے تاریخ سے مسیح کی قبر کا بھی پتہ نکال لیا جو کہ کشمیر کے شہر سرینگر کے محلّہ خانیار میں واقع ہے۔ کشمیر کی پرانی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک نبی کی قبر ہے جسے شہزادہ نبی کہتے تھے اور جو مغرب کی طرف سے انیس سو سال ہوئے آیا تھا اور کشمیر کے پرانے لوگ اسے عیسیٰ صاحب کی قبر کہتے ہیں۔

غرض متفرق واسطوں سے پہنچنے والی روایات کے ذریعہ سے آپ نے ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح فوت ہو کر کشمیر میں دفن ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ان کے حق میں

پورا ہو چکا ہے کہ وَاٰوَيْنَا هُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ (المومنون:۵۱) اور ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو ایک ایسے مقام پر جگہ دی جو اونچی جگہ ہے اور پھر ہے بھی میدان میں اور اس میں چشمے بھی بہت سے پھوٹتے ہیں اور یہ تعریف کشمیر پر بالکل صادق آتی ہے۔

غرض مسیح کی زندگی کے حالات ان کی موت تک ثابت کر کے اور ان کی قبر تک کا نشان نکال کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح کی خدائی پر ایسا زبردست حملہ کیا ہے کہ مسیح کی خدائی کا عقیدہ ہمیشہ کے لئے ایک مردہ عقیدہ بن گیا ہے اور اب کبھی بھی مسیحیت دوبارہ سر نہیں اٹھا سکتی۔

سب مذاہب کے لئے ایک ہی ہتھیار:۔ چونکہ مسیحی مذہب کیا بلحاظ سیاسی فوقیت اور کیا بلحاظ وسعت اور کیا بلحاظ اپنی تبلیغی کوششوں کے اور کیا بلحاظ علمی ترقی کے اس زمانے میں دوسرے تمام ادیان پر ایک فوقیت رکھتا تھا، اس وجہ سے اس کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص ہتھیار عطا فرمائے، مگر باقی تمام مذاہب کے لئے ایک ہی ایسا ہتھیار دیا جس کی زد سے کوئی مذہب بچ نہیں سکتا اور ہر مذہب کے پیرو (دین حق) کا شکار ہو گئے ہیں وہ ہتھیار یہ ہے کہ ہر مذہب کے پہلے بزرگوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آخری ایام دنیا میں ایک مصلح کی خبر دے رکھی تھی اور اس خبر کی وجہ سے سب مذاہب ایک نبی یا اوتار یا جو نام بھی اس کا انہوں نے رکھا تھا اس کے منتظر تھے اور اپنی تمام تر ترقیات کو اس سے وابستہ سمجھتے تھے، ہندوؤں میں بھی ایسی پیشگوئیاں تھیں اور زرتشتیوں میں بھی تھیں اور دیگر چھوٹے بڑے ادیان کے پیروؤں میں بھی تھیں اور ان سب پیشگوئیوں میں آنے والے موعود کا زمانہ بھی بتایا گیا تھا، یعنی چند علامات اس کے

زمانے کی بطور شناخت بتادی گئی تھیں، اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود پر یہ کھول دیا کہ یہ جس قدر پیشگوئیاں ہیں اور ان میں جو علامات بتائی گئی ہیں سب ملتی جلتی ہیں اور اگر بعض پیشگوئیوں میں بعض دوسریوں سے زائد علامات بھی بتائی گئی ہیں تو وہ بھی اسی زمانے کی طرف اشارہ کررہی ہیں جس طرح کہ باقی علامات۔ پس یہ تمام نبی یا اوتار ایک ہی زمانے میں آنے والے ہیں۔

اب ادھر تو ان پیشگوئیوں کا ہزاروں سالوں کے بعد اس زمانے میں آکر پورا ہوجانا بتاتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھیں۔ انسان یا شیطان کی طرف سے نہ تھیں کیونکہ آیت فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا . اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن: ۲۷۔۲۸) اس کا فیصلہ کررہی ہے اور دوسری طرف یہ بات بالکل خلاف عقل ہے کہ ایک ہی زمانے میں ہر قوم اور ملت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول یا نبی یا اوتار کھڑے کئے جاویں جن کا یہ کام ہو کہ وہ اس قوم کو دوسری اقوام پر غالب کریں گویا خدا کے نبی ایک دوسر کا مقابلہ کریں اور پھر یہ بھی ناممکن ہے کہ ایک ہی وقت میں ہر قوم دوسری اقوام پر غالب آجائے۔ پس ایک طرف ان پیشگوئیوں کا سچا ہو کر ثابت ہونا کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور دوسری طرف ان کا مختلف وجودوں پر پورا ہو کر باعثِ فساد بلکہ خلافِ عقل ہونا اس بات پر شاہد ہے کہ درحقیقت ان تمام پیشگوئیوں میں ایک ہی وجود کی خبر دی گئی تھی اور اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ پہلے اقوام عالم میں ایک وجود کا انتظار کرائے اور جب وہ آجائے تو اس کے منہ سے (دین حق) کی صداقت کی شہادت دلا کر ان ادیان کے پیروؤں کو (دین حق) میں داخل کرے اور (دین حق) کو ان ادیان پر غالب کرے۔ پس مہدی کوئی نہ تھا مگر مسیح اور کرشن کوئی نہ تھا مگر مسیح، زرتشتیوں کا میسودر

بھی کوئی نہ تھا مگر وہی کرشن، مہدی اور مسیح تھا اور اسی طرح دوسری اقوام کے موعود درحقیقت ایک ہی شخص تھے اور غرض مختلف ناموں کے زریعے سے پیشگوئی کرنے کی یہ تھی کہ اپنے نبیوں سے اس کی خبر سن کر اور اپنی زبان میں اس کا نام دیکھ کر وہ اسے اپنا سمجھیں اور غیر خیال نہ کریں۔ حتیٰ کہ وہ زمانہ آجائے کہ جب وہ موعود ظاہر ہوا اور اس کے وقت میں سب پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ کر ان کی صداقت کا اقرار کرنا پڑے اور اس کی شہادت پر وہ (دین حق) کو قبول کریں۔

اس پرحکمت عمل کی مثال بالکل یہ ہے کہ کوئی شخص بہت سی اقوام کو لڑتا دیکھ کر ان سے خواہش کرے کہ وہ ثالثوں کے ذریعے سے فیصلہ کرلیں اور جب وہ اپنے اپنے ثالث مقرر کر چکیں تو معلوم ہو کہ وہ ایک ہی شخص کے مختلف نام ہیں اور اس کے فیصلے پر سب کی صلح ہو جائے۔

غرض یہ ثابت کر کے کہ مختلف مذاہب میں جو آخری زمانے کے موعود کے متعلق پیشگوئیاں ہیں وہ اس زمانے میں پوری ہو چکی ہیں اور پھر یہ ثابت کر کے کہ ایک ہی وقت میں کئی موعود جن کی غرض یہ ہو کہ سب دنیا میں صداقت کو پھیلائیں اور اپنی قوم کو غالب کریں ناممکن ہے آپ نے ثابت کر دیا کہ درحقیقت سب مذاہب مختلف ناموں کے ساتھ ایک ہی موعود کو یاد کر رہے تھے اور وہ موعود آپ ہیں اور چونکہ نبی کسی قوم کا نہیں ہوتا جو خدا کے لئے اس کے ساتھ ہو وہ اس کا ہوتا ہے اس لئے وہ گویا ہر مذہب کے پیروؤں کے اپنے ہی آدمی ہیں اور آپ کے ماننے سے ان کی تمام ترقیات وابستہ ہیں اور آپ کو ماننے کے یہ معنی ہیں کہ (دین حق) میں داخل ہوں یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے کہ مسیح موعود اس لئے نازل ہوگا تا لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ

کُلِّہٖ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ (دین حق) کو سب دینوں پر غالب کرے۔

یہ حربہ ایسا کاری ہے کہ کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا، ہر مذہب میں آخری مصلح کی پیشگوئی موجود ہے اور جو علامات بتائی گئی ہیں وہ اس زمانے میں پوری ہوچکی ہیں لیکن مدعی سوا آپ کے اور کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ پس یا تو اپنے مذاہب کو لوگ جھوٹا سمجھیں یا مجبور ہوکر تسلیم کریں کہ یہ (دین حق) کا موعود ہی ان کتابوں کا موعود تھا اور اس پر ایمان لائیں۔ ان دو صورتوں کے سوا اور کوئی تیسری صورت مذاہب عالم کے پیروؤں کے لئے کھلی نہیں اور ان دونوں صورتوں میں (دین حق) کو غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر دیگر ادیان کے پیرو اپنے مذاہب کو جھوٹا سمجھ کر چھوڑ بیٹھیں تب بھی (دین حق) غالب رہا اور اگر وہ ان مذاہب کو سچا کرنے کے لئے ان کی پیشگوئی کے مطابق اس زمانے کے مصلح کو قبول کرلیں تب بھی (دین حق) غالب رہا۔

یہ وہ حملہ ہے کہ جوں جوں مذاہب غیر کے پیروؤں پر اس حملے کا اثر ہوگا وہ (دین حق) کے قبول کرنے پر مجبور ہوں گے اور آخر (دین حق) ہی (دین حق) دنیا میں نظر آنے لگے گا۔ مسیح موعود نے سنتِ انبیاء کے ماتحت بیج بو دیا ہے۔ درخت اپنے وقت پر نکل کر پھل دے گا اور دنیا اس کے پھلوں کی شیرینی کی گرویدہ اور اس کے سائے کی ٹھنڈک کی قائل ہو کر مجبور ہوگی کہ اسی کے نیچے آکر بیٹھے۔

ایک دین اس حملے کی زد سے کسی قدر بچ رہتا تھا، یعنی سکھوں کا دین کیونکہ باوا نانک صاحب رسول کریم ﷺ کے بعد ہوئے ہیں گو ان کے یہاں بھی ایک آخری مصلح کی پیشگوئی موجود ہے بلکہ صاف لکھا ہے کہ وہ بٹالہ کے علاقے میں ہوگا۔[۱] (بٹالہ

---

[۱]: جنم ساکھی بھائی بالا ہندی ناشر پنجاب یونیورسٹی چندی گڑھ صفحہ ۲۲۱-۲۱۲

وہ تحصیل ہے جس میں قادیان کا قصبہ واقع ہے گویا یہ پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہوچکی ہے) لیکن ان کی طرف سے یہ اعتراض ہوسکتا تھا کہ رسول کریم ﷺ خاتم النبیین تھےتو آپ کے بعداس مذہب کی بنیاد کیونکر پڑی۔سواس مذہب کی اصلاح اوراس کو (دین حق) میں لانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حربہ دیا کہ آپ کو رؤیا میں بتایا گیا کہ باوانانک رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی نیا دین نہیں نکالا بلکہ وہ پکے مسلمان تھے۔

اے بادشاہ! آپ یہ سن کر تعجب کریں گے کہ یہ بظاہر عجیب نظر آنے والی بات ایسے زبردست دلائل کے پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ہزاروں سکھوں کے دلوں نے اس امر کی صداقت کو قبول کرلیا اور وہ سکھ جو اس سے پہلے اپنے آپ کو ہندوؤں کا جزو قرار دیا کرتے تھے بڑے زور سے جدو جہد کرنے لگے کہ وہ ہندوؤں سے علیحدہ ہو جائیں ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس دعویٰ سے پہلے سکھ گردواروں میں ہندوؤں کے بت رکھے ہوئے تھے اس دعویٰ کے بعد گو سکھ قوم نے بحیثیت قوم تو ابھی (دین حق) قبول نہیں کیا ،مگر ایسا تغیر عظیم اس میں واقع ہوا کہ اس نے گوردواروں میں سے بت چن چن کر باہر پھینکنے شروع کر دیئے اور ہندو ہونے سے صاف انکار کر دیا۔

حضرت اقدس نے اس رویاء کے بعد جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ گرنتھ صاحب میں جو باوا صاحب علیہ الرحمۃ کے مواعظ کی کتاب ہے نماز پنجگانہ اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج کی سخت تاکید ہے اور ان کے بجانہ لانے پر سخت تہدید کی گئی ہے، بلکہ سکھوں کی کتب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ باوا صاحب علیہ الرحمۃ مسلمان اولیاء کے ساتھ جا کر رہا کرتے تھے، ان کے مقابر پر اعتکاف کرتے تھے ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔آپ حج کو تشریف لے گئے تھے اور بغداد وغیرہا اسلامی آثار کی بھی آپ نے زیارت کی تھی

اور سب سے بڑھ کر یہ بات معلوم ہوئی کہ باوا صاحب کا ایک کوٹ ہے جو سکھ صاحبان میں بطور تبرک رکھا ہوا ہے اور انہیں کے قبضہ میں ہے اس میں سوَر و آیات قرآنیہ جیسے سورہ اخلاص و آیت الکرسی و آیت اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ [1] لکھی ہوئی ہیں اور کلمہ شہادت بھی جلی قلم سے لکھا ہوا ہے سکھ صاحبان بوجہ عربی سے ناواقفیت کے اس کلام کو آسمانی رموز سمجھتے رہے اور یہ نہ معلوم کر سکے کہ یہ باوا صاحب علیہ الرحمۃ کا علانِ (دین حق) ہے۔ آپ نے ان زبردست دلائل کو جو خود سکھ صاحبان کی کتب سے مستنبط ہیں یا ان کے پاس جو تبرکات محفوظ ہیں ان پر ان کی بنیاد ہے بڑے زور وشور سے سکھوں میں پھیلانا شروع کیا اور ان کو توجہ دلائی کہ باوا صاحب علیہ الرحمۃ مسلمان تھے۔ یہ حربہ سکھوں کے اندر تغیر پیدا کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہو چکا ہے اور امید ہے کہ جوں جوں سکھ صاحبان اصل حقیقت سے واقف ہوں گے، ان پر ثابت ہوتا جائے گا کہ وہ ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی ہیں۔ (دین حق) ہی ان کا مذہب ہے اور وہ کئی سو سال پہلے کے سیاسی جھگڑوں کو جن کا اصل باعث جیسا کہ تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے مسلمان نہ تھے بلکہ ہندو صاحبان تھے۔ دین حق کی قبولیت کے راستے میں روک نہ بننے دیں گے بلکہ اپنی مشہور بہادری سے کام لے کر تمام عوائق کو دور کر کے ست سری اکال کے نعرے لگاتے ہوئے (دین حق) کی صف میں آ کھڑے ہونگے اور بٹالے کے پرگنہ میں ظاہر ہونے والے مصلح پر ایمان لا کر اور مومنوں کی جماعت میں شامل ہو کر کفر و بدعت کے مقابلہ میں ہمہ تن مشغول ہو جائیں گے۔

تیسرا حربہ جس سے آپ نے (دین حق) کو دیگر ادیان پر غالب کر دیا اور

---

[1] ۔ال عمران: ۲۰

جس کی موجودگی میں کوئی مذہب (دین حق) کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا یہ ہے کہ آپ نے دنیا کا نقطۂ نظر بالکل بدل دیا ہے آپ کے دعویٰ سے پہلے تمام مذاہب کی بحث اس طرز پر ہوتی تھی کہ ہر ایک دوسرے مذہب کے پیروؤں کو جھوٹا قرار دیتا تھا الا ماشاء اللہ۔ یہودی حضرت مسیح کو، مسیحی رسول کریم ﷺ کو۔ زرتشتی ان تینوں مذاہب کے انبیاء کو اور ان تینوں مذاہب کے پیرو زرتشتیوں کے انباء کو پھر یہ چاروں دوسری دنیا کے سب بزرگوں کو اور ان کی اقوام کے لوگ ان چاروں مذاہب کے بزرگوں کو جھوٹا قرار دیتے تھے۔ یہ عجیب قسم کی جنگ تھی جس میں ہر قوم دوسری قوم سے لڑ رہی تھی مگر عقلمند آدمی کو سب مذاہب میں ایسے ثبوت ملتے تھے جن سے ان کا سچا ہونا ثابت ہوتا تھا۔ پس وہ حیران تھا کہ سب مذاہب کے اندر سچائیاں پائی جاتی ہیں اور سب مذاہب ایک دوسرے کے بزرگوں کو جھوٹا بھی کہہ رہے ہیں۔ یہ بات کیا ہے؟

اس جنگ کا نتیجہ یہ تھا کہ تعصب بڑھ رہا تھا اور اختلاف ترقی کر رہا تھا، ایک طرف ہندو اپنے بزرگوں کے حالات کو پڑھتے تھے اور ان کی زندگیوں میں اعلیٰ درجے کے اخلاقی کمال دیکھتے تھے۔ دوسری طرف دوسرے مذاہب کے پیروؤں سے سنتے تھے کہ وہ جھوٹے اور فریبی تھے تو ان کی عقل پر حیرت ہوتی تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ ان لوگوں کو تعصب نے اندھا کر دیا ہے دوسری طرف دوسرے مذاہب کے لوگ اپنے بزرگوں کی نسبت خلاف باتیں سن کر غم وغصہ سے بھر جاتے تھے، غرض ایک ایسا لاینحل عقدہ پیدا ہو گیا تھا جو کسی کے سلجھانے سے نہ سلجھتا تھا، جو لوگ تعصب سے خالی ہو کر سوچتے تھے کہ رب العالمین خدا نے کس طرح اپنے بندوں میں سے ایک قوم کو چن لیا اور باقیوں کو چھوڑ دیا مگر اس سوال کو پیش کرنے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ

سوال اس کے مذہب کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیتا تھا۔

ہنود نے اس عقدے کو بزعم خود اس طرح حل کر لیا تھا کہ سب مذاہب خدا کی طرف سے ہیں اور بمنزلہ ان مختلف راستوں کے ہیں جو ایک محل کی طرف جاتے ہیں اور ہندو مذہب سب سے افضل ہے مگر یہ عقدہ کشائی بھی دنیا کے کام کی نہ تھی، کیونکہ اس پر دو بڑے زبردست اعتراض ہوتے تھے جن کا کوئی جواب نہ تھا۔ ایک تو یہ کہ اگر سب مذاہب اپنی موجودہ حالت میں خدا کی طرف سے ہیں اور خدا تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں تو پھر ان میں اصولی اختلاف کیوں ہے۔ بیشک تفاصیل میں اختلاف ہوسکتا ہے مگر اصول میں نہیں ہوسکتا۔ ایک شہر کو کئی راستے جا سکتے ہیں، مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ مشرق کی طرف جانے والے راستوں میں سے بعض مغرب کی طرف سے جائیں اور بعض شمال کی طرف سے اور بعض جنوب کی طرف سے وہ تھوڑا تھوڑا چکر تو کھا سکتے ہیں مگر جائیں گے سب ایک ہی جہت کو، دائمی صداقتوں میں کبھی اختلاف نہیں ہوسکتا یہ مانا کہ خدا نے ایک جماعت کو ایک قسم کی عبادت کا حکم دیا اور اور دوسری کو دوسری قسم کی عبادت کا، لیکن عقل سلیم اس امر کو تسلیم نہیں کرسکتی کہ اس نے ایک جماعت[1] سے یہ تو کہا کہ میں ایک خدا ہوں اور دوسری[2] سے کہا کہ میں دو ہوں اور تیسری[3] کو باپ، بیٹا، روح القدس کی تعلیم دی اور چوتھی[4] کو لاکھوں بتوں میں خدائی طاقتوں کا عقیدہ سکھایا اور پانچویں[5] کو ہر چیز کا الگ دیوتا بتایا یا یہ کہ ایک[6] سے کہا کہ اس کی ذات بالکل منزہ ہے۔ ممکن نہیں کہ وہ تجسم اختیار کرے۔ دوسری[7] کو بتایا کہ انسانی جسم وہ حلول کر سکتا ہے اور تیسری[8] کو یہ بتایا کہ وہ ادنیٰ جانوروں حتیٰ کہ سور تک کی شکل اختیار کر لیا ہے۔

---

[1]:۔ اہل اسلام و یہود [2]:۔ پارسی [3]:۔ مسیحی [4]:۔ ہنود [5]:۔ چینی [6]:۔ مسلمانوں کو [7]:۔ مسیحیوں [8]:۔ ہنود

یا مثلاً [۱] ایک کو تو اس نے بتایا کہ بعث بعد الموت حق ہے ۔ دوسری [۲] کو بتایا کہ بعث بعد الموت نہیں ہے۔ ایک [۳] سے کہا کہ مردے زندہ ہو کر دنیا میں نہیں آتے۔ دوسری [۴] سے کہا کہ انسان مرنے کے بعد نئی نئی جونوں میں واپس آتا ہے۔ غرض یہ تو ممکن ہے کہ احکام اللہ تعالیٰ مختلف اقوام کے حالات کو دیکھ کر بیان فرما دے مگر یہ ممکن نہیں کہ واقعات اور دائمی صداقتیں بھی مختلف اقوام کو مختلف طور پر بتائے لیکن چونکہ موجودہ مذاہب کے صرف احکام میں اختلاف نہیں بلکہ دائمی صداقتوں میں بھی اختلاف ہے اس لئے ان سب کو خدا تعالیٰ کی طرف جانے والے مختلف راستے نہیں کہہ سکتے۔

دوسرا اعتراض اس عقیدہ پر یہ پڑتا تھا کہ ہندو لوگ ایک طرف تو اپنے مذہب کو سب مذاہب سے افضل قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف اسے سب سے پرانا مذہب قرار دیتے ہیں، عقل سلیم اسے تسلیم نہیں کر سکتی کہ اللہ تعالیٰ نے افضل مذہب اتار کر پھر ادنیٰ مذاہب اتارے جب کہ انسان اپنی ابتدائی حالت میں کامل مذہب قبول کرنے کی طاقت رکھتا تھا تو پھر بعد کو علوم وفنون میں ترقی حاصل کرنے پر اس کی طرف ادنیٰ اتارنے کی کیا وجہ تھی ؟ بعد کو تو وہی دین آ سکتا ہے جو پہلے سے زیادہ مکمل ہو یا کم سے کم ویسا ہی دین ہو۔

یہ دونوں اعتراض ایسے تھے جن کا جواب اس عقیدے کے پیش کرنے والوں سے کچھ نہ بنتا تھا اور یہ اعتراض قائم رہتا تھا کہ خدا تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لئے ابتدائے عالم سے کیا سامان کرتا چلا آیا ہے۔

مسیحیوں نے اس عقیدے کا یہ حل بتایا کہ خدا نے مسیح کے ذریعے سب دنیا کو

۱:۔ اہل اسلام ۲:۔ یہود کے بعض قبائل ۳:۔ اہل اسلام ۴:۔ ہنود

ہدایت کی طرف بلایا ہے اس لئے اس پر کسی قوم کی طرف داری کا اعتراض نہیں ہوسکتا مگر یہ حل بھی صحیح نہ تھا کیونکہ اس سے بھی یہ سوال حل نہ ہوتا تھا کہ مسیح کی آمد سے پہلے خدا نے دنیا کی ہدایت کے لئے کیا سامان کیا تھا۔ بائیبل سے تو ہمیں اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ دوسری اقوام کے لئے اس کی تعلیم نہ تھی، لیکن مسیح کے بعد لوگوں کے لئے اگر دروازہ کھولا بھی گیا تو اس سے پہلے جو کروڑوں کروڑ لوگ دیگر اقوام کے گذر گئے ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا سامان کیا۔

غرض یہ سوال بلاشافی جواب کے پڑا تھا اور لوگوں کے دلوں کو اندر ہی اندر کھا رہا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم سے استدلال کر کے اس نقطۂ نگاہ کو ہی بدل دیا جو اس وقت تک دنیا میں قائم تھا اور بتایا کہ قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (سورہ الفاطر: ۲۵) کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس میں ہم نے رسول نہیں بھیجا۔ پس ہر ملک اور ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کے رسول گذر چکے ہیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ ہندوستان بلا نبیوں کے تھا، یا چین بلا نبیوں کے تھا، یا روس بلا نبیوں کے تھا، یا افغانستان بلا نبیوں کے تھا، یا افریقہ بلا نبیوں کے تھا، یا یورپ بلا نبیوں کے تھا، یا امریکہ بلا نبیوں کے تھا، نہ ہم دوسری اقوام کے بزرگوں کا حال سن کر ان کا انکار کرتے ہیں اور ان کو جھوٹا قرار دیتے ہیں کیونکہ ہمیں تو یہ بتایا گیا ہے کہ ہر قوم میں نبی گذر چکے ہیں۔ دوسری اقوام میں نبیوں اور شریعتوں اور کتابوں کا پایا جانا ہمارے مذہب کے خلاف اور اس کے راستے میں روک نہیں ہے بلکہ اس میں اس کی تصدیق ہے۔ ہاں ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کے زمانے کے حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پہلے مختلف اقوام

کی طرف نبی بھیجے اور بعد میں جب انسان اس کامل شریعت کو قبول کرنے کے قابل ہو گیا جو محمد رسول اللہ ﷺ کی معرفت آئی تو اس نے آپ کو سب دنیا کی طرف مبعوث کر کے بھیج دیا۔ پس کوئی قوم بھی ہدایت سے محروم نہیں رہی اور باوجود اس کے (دین حق) ہی اس وقت ہدایت کا راستہ ہے کیونکہ یہ آخری دین اور مکمل دین ہے۔ جب مکمل دین آ گیا تو پہلے دین منسوخ کئے گئے اور ان دینوں کے منسوخ کئے جانے کی یہ بھی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اب ان کی حفاظت چھوڑ دی ان میں انسانی دست برد ہوتی رہتی ہے اور وہ صداقت سے کوسوں دور جا پڑے ہیں اور ان کی شکلیں مسخ ہو چکی ہیں وہ سچے ہیں بلحاظ اپنی ابتداء کے اور جھوٹے ہیں بلحاظ اپنی موجودہ شکل کے۔ یہ نقطۂ نظر جو آپؑ نے قائم کیا ایسا ہے کہ اس سے کوئی شخص پیچھے ہٹ نہیں سکتا، کیونکہ اگر اس اصل کو تسلیم نہ کیا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض بندوں کی ہدایت کرتا ہے اور بعض انسانوں کو بلا ہدایت کے سامان پیدا کرنے کے یونہی چھوڑ دیتا ہے اور اسے عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی اور اگر وہ اس اصل کو تسلیم کر لیں تو ان کو (دین حق) کی صداقت کا قائل ہونا پڑتا ہے کیونکہ (دین حق) سب سے آخری دین ہے۔ اور اس لئے بھی کہ (دین حق) ہی نے اس صحیح اور درست اصل کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

یہ حربہ ایسا زبردست حربہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ اور وسیع الخیال جماعت جو خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتی ہو۔ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی کیونکہ اگر اس اصل کو جو حضرت اقدس علیہ السلام نے پیش کیا ہے چھوڑ دیں تو خدا تعالیٰ کو بھی ساتھ ہی چھوڑنا پڑتا ہے اور یہ وہ کر نہیں سکتے اور اگر وہ اس اصل کو قبول کر لیں تو پھر (دین

حق) کو بھی قبول کرنا پڑتا ہے اور اس کے سوا ان کے لئے اور کوئی چارہ نہیں پس دنیا کے نقطۂ نگاہ کو جو پہلے نہایت تنگ تھا بدل دینے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (دین حق) کے غلبہ کا ایک یقینی سامان پیدا کر دیا ہے۔

چوتھا حربہ جو آپؑ نے (دین حق) کو غالب کرنے کے لئے استعمال کیا اور جس نے (دین حق) کے خلاف تمام مباحثات کے سلسلے کو بدل دیا ہے اور غیر مذاہب کے پیروؤں کے ہوش اڑا دیئے ہیں یہ ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے رائج الوقت علمِ کلام کو بالکل بدل دیا ہے اور اس کے ایسے اصول مقرر فرمائے کہ نہ تو دشمن انکار کر سکتا ہے اور نہ ان کے مطابق وہ (دین حق) کے مقابلے میں ٹھہر سکتا ہے اگر وہ ان اصولوں کو رد کرتا تب بھی مرتا ہے اور اگر قبول کرتا ہے تب بھی مرتا ہے، نہ فرار میں اسے نجات نظر آتی ہے نہ مقابلے میں حفاظت۔

آپؑ سے پہلے تنقید اور مباحثے کا یہ طریق تھا کہ ایک فریق دوسرے فریق پر جو چاہتا اعتراض کرتا چلا جاتا ہے اور اپنی نسبت جو کچھ چاہتا تھا کہتا چلا جاتا تھا اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب مناظرے کا میدان غیر محدود ہو جائے تو مناظرے کا نتیجہ کچھ نہیں نکل سکتا۔ جب چند سوار دوڑنے لگتے ہیں تو بعض قواعد کے مطابق دوڑتے ہیں۔ تب جا کر جیتنے والے کا پتہ لگتا ہے اگر کوئی کسی طرف کو اور کوئی کسی طرف کو دوڑ جائے تو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ کون جیتا۔ اس طرح دوڑنے والوں کے متعلق ہم کبھی بھی صحیح رائے قائم نہیں کر سکتے، اسی طرح مذہبی تحقیق کے معاملے میں جب تک حد بندی نہ ہو رائے قائم نہیں کی جا سکتی پہلے یہ طریق تھا کہ ہر شخص کو جو بات اچھی معلوم ہو خواہ کسی کتاب

میں پڑھی ہوا پنے مذہب کی طرف منسوب کر دی اور کہہ دیا کہ دیکھو ہمارے مذہب کی تعلیم کیسی اچھی ہے گویا اصل مذہب کے متعلق کوئی گفتگو ہی نہ ہوتی تھی ، بلکہ علماء اور مباحثین کے ذاتی خیالات پر گفتگو ہوتی رہتی تھی ،نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ متلاشیان حق کو فیصلہ کرنے کا موقعہ نہ ملتا تھا اپ نے آ کر اس طریقِ مباحثہ کو خوب وضاحت سے غلط ثابت کیا اور بتایا کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی کتاب ہماری ہدایت کے لئے آئی ہے تو چاہئیے کہ جو کچھ وہ ہمیں منوانا چاہتی ہے وہ بھی اس میں موجود ہو اور جن دلائل کی وجہ سے منوانا چاہتی ہے وہ بھی اس میں موجود ہوں، کیونکہ اگر خدا کا کلام دعوے اور دلائل دونوں سے خالی ہے تو پھر اس کا ہمیں کیا فائدہ؟ اور اگر دعویٰ بھی ہم پیش کرتے ہیں اور دلائل بھی ہم ہی دیتے ہیں تو پھر اللہ کے کلام کا کیا فائدہ؟ اور ہمارا مذہب اللہ کا دین کہلانے کا کب مستحق ہے وہ تو ہمارا دین ہوا اور اللہ کا ہم پر کوئی احسان نہ ہوا کہ ہم نے ہی اس کے دین کے لئے دعوے تجویز کئے اور ہم نے ہی ان دعوؤں کے دلائل مہیا کئے ۔ پس ضروری ہے کہ مذہبی تحقیق کے وقت یہ امر مدنظر رکھا جائے کہ آسمانی مذاہب کے مدعی جو دعویٰ اپنے مذاہب کی طرف سے پیش کریں وہ بھی ان کی آسمانی کتب سے ہو اور جو دلائل دیں وہ بھی انہی کی کتب سے ہوں ۔

یہ اصل ایسا زبردست تھا کہ دوسرے ادیان اس کا ہرگز انکار نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اگر وہ کہتے کہ نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے تو اس کے یہ معنی ہوتے کہ جو مذہب وہ بیان کرتے ہیں وہ مذہب وہ نہیں ہے جو ان کی آسمانی کتب میں بیان ہوا ہے کیونکہ اگر وہی مذہب ہے تو پھر کیوں وہ اپنی آسمانی کتاب سے اس کا دعویٰ بیان نہیں کر سکتے یا اگر دعویٰ

بیان کر سکتے ہیں تو کیوں ان کی آسمانی کتاب دلیل سے خالی ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے
انسان کے دماغ کو ایسا پیدا کیا ہے کہ وہ بلا دلیل کے کسی بات کو نہیں مان سکتا تو کیوں وہ
اسے ایمان کی باتیں بتاتے وقت ایسے دلائل نہیں دیتا جن کی مدد سے وہ ان باتوں کو قبول کر
سکے، غرض غیر مذاہب کے لوگ اس اصل کو نہ ردّ سکتے تھے، کیونکہ ان کے رد کرنے کے یہ معنی
تھے کہ ان کے مذہب بالکل ناقص اور ردّی ہیں اور نہ قبول کر سکتے تھے کیونکہ اے بادشاہ!
آپ کو یہ معلوم کر کے حیرت ہو گی کہ جب اس اصل کے ماتحت دوسرے مذاہب کا
جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ قریباً نوے فیصدی ان کے دعوے ایسے تھے جو ان کی الہامی
کتب میں نہیں پائے جاتے تھے اور جس قدر دعوے مذہبی کتب سے نکلتے تھے ان میں
قریباً سو فیصدی ہی دلائل کے بغیر بیان کئے گئے تھے، گویا خدا نے ایک بات بتا کر
انسان پر چھوڑ دیا تھا کہ وہ اپنی وکالت سے اس کی بات کو ثابت کرے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے ثابت کر دیا کہ مختلف مذاہب کے پیرو اپنے
دل سے باتیں بنا بنا کر یا ادھر اُدھر سے خیالات چرا کر اپنے مذہب کی طرف منسوب کر
دیتے ہیں اور ان مذاہب کی فوقیت پر بحثیں کر کے لوگوں کا وقت ضائع کرتے ہیں
کیونکہ اگر وہ اپنی بات کو ثابت بھی کر دیں تو اس سے یہ نتیجہ تو نکل آئے گا کہ ان کے
خیالات ان مسائلز کے متعلق درست ہیں مگر یہ نتیجہ نہ نکلے گا کہ ان کا مذہب بھی سچا ہے
کیونکہ وہ بات ان کی مذہبی کتاب میں پائی ہی نہیں جاتی پھر آپ نے یہ ثابت کیا کہ
قرآن کریم تمام اصول (دین حق) کو خود پیش کرتا ہے اور ان کی سچائی کے دلائل بھی
دیتا ہے اور اس کے ثبوت میں آپ نے سینکڑوں مسائل کے متعلق قرآن کریم کا دعویٰ

اوراس کے دلائل پیش کر کے اپنی بات کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر دیا اور دشمنانِ (دین حق) آپؑ کے مقابلے میں بالکل عاجز آ گئے اور وہ اس حربے سے اس قدر گھبرا گئے ہیں کہ آج تک ان کو کوئی حیلہ نہیں مل سکا جس سے اس کی زد سے بچ سکیں اور نہ آئندہ مل سکتا ہے۔ یہ علم کلام ایسا مکمل اور اعلیٰ ہے کہ نہ اس کا انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کی موجودگی میں جھوٹ کی تائید کی جا سکتی ہے۔ پس جوں جوں اس حربے کو استعمال کیا جائے گا ادیانِ باطلہ کے نمائندے مذہبی مباحثات سے جی چرائیں گے اور ان کے پیروؤں پر اپنے مذہب کی کمزوری کھلتی جائے گی اور **لیظھرہ علی الدین کلہ** کا نظارہ دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔

پانچواں حربہ جو حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چلایا اور جس سے دیگر مذاہب کے جھنڈوں کو کلی طور پر سرنگوں کر دیا اور (دین حق) کو ایسا غلبہ عطا کیا جس غلبے کا کوئی شخص انکاری ہی نہیں کر سکتا یہ ہے کہ آپ نے بڑے زور سے دشمنانِ (دین حق) کے سامنے یہ بات پیش کی کہ مذہب کی اصل غرض اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ پس وہی مذہب سچا ہو سکتا ہے اور موجودہ زمانے میں خدا تعالیٰ کا پسندیدہ دین کہلا سکتا ہے جو بندے کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرا سکے اور اس تعلق کے آثار دکھا سکے، ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں چھوٹی سے چھوٹی چیز کا بھی کوئی نہ کوئی اثر ہوتا ہے۔ آگ اگر جسم کو لگتی ہے یا اس کے پاس ہی ہم بیٹھتے ہیں تو جسم جل جاتا ہے یا گرمی محسوس کرتا ہے۔ پانی ہم پیتے ہیں تو فوراً ہماری اندرونی تپش کے زائل ہو جانے کے علاوہ ہمارے چہرہ سے بشاشت اور طراوت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں، عمدہ غذائیں

کھائیں تو جسم فربہ ہونے لگ جاتا ہے ورزش کرنے لگیں تو جسم میں مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے اور تاب وتوانائی حاصل ہوتی ہے اسی طرح دواؤں کا اثر ہوتا ہے کہ بعض دفعہ مضر اور بعض دفعہ مفید پڑتا ہے مگر یہ عجیب بات ہوگی اگر اللہ تعالیٰ کا تعلق بالکل بے اثر ثابت ہو! عبادت کرتے کرتے ہماری ناکیں گھس جائیں اور روزے رکھتے رکھتے پیٹ پیٹھ سے لگ جائیں، زکوٰۃ وصدقات دیتے دیتے ہمارے اموال فنا ہو جائیں لیکن کوئی تغیر ہمارے اندر پیدا نہ ہو اور ان کاموں کا کوئی نتیجہ نہ نکلے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے تعلق کا فائدہ کیا اور اس کی ہمیں حاجت کیا؟ ایک ادنیٰ حاکم سے ہمارے تعلق کی علامت تو ظاہر ہو جاتی ہے کہ اس کے دربار میں ہمیں عزت ملتی ہے۔ اس کے ماتحت ہمارا لحاظ کرنے لگتے ہیں وہ ہماری التجاؤں کو سنتا ہے اور ہماری تکلیفوں کو دور کرتا ہے اور ہر ایک شخص اس بات کو محسوس کر لیتا ہے کہ ہم اس کے مقبول اور پیارے ہیں لیکن اگر کچھ پتا نہیں لگ سکتا تو اللہ تعالیٰ کے تعلق کا کہ نہ اس کا اثر ہمارے نفس پر کچھ پڑتا ہے اور نہ ہمارے تعلقات پر، ہم ایسے کے ایسے ہی رہتے ہیں جیسے کہ پہلے تھے۔

غرض آپؑ نے ثابت کیا کہ زندہ مذہب میں یہ علامت پائی جانی چاہئیے کہ اس پر عمل کرنے والا خدا تعالیٰ کو پا سکے اور اس کا مقرب ہو سکے اور خدا تعالیٰ کے مقربوں میں اس کا قرب پا لینے کے کچھ آثار ہونے چاہئیں۔ پس چاہئیے کہ ہر مذہب کے لوگ بجائے آپس میں ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے اپنی روحانی زندگی کا ثبوت دیں اور اپنے مقرب خدا ہونے کو واقعات سے ثابت کریں اور ایسے لوگوں کو پیش کریں جنہوں نے ان دینوں پر چل کر خدا سے تعلق پیدا کیا ہو اور اس کے وصال کے

پیالے کو پیا ہو۔ پھر جو مذہب اس معیار کے مطابق سچا ہو اس کو مان لیا جائے ورنہ ایک جسم بے جان سمجھ کر اس کو اپنے سے دور پھینکا جائے کہ وہ دوسرے کو نہیں اٹھا سکتا بلکہ اس کو اٹھانا پڑتا ہے۔ ایسا مذہب بجائے نفع پہنچانے کے نقصان پہنچائے گا اور اس دنیا میں رسوا کرے گا اور اگلے جہان میں عذاب میں مبتلا۔

یہ دعویٰ آپؑ کا ایسا تھا کہ کوئی سمجھدار اس کو ردّ نہیں کرسکتا تھا، اس دعویٰ کے ساتھ ہی غیر مذاہب کے پیروؤں پر بجلی گری اور وہ اپنی عزت کے بچانے کی فکر میں لگ گئے آپؑ نے بڑے زور سے اعلان کیا کہ اس قسم کی زندگی کے آثار صرف (دین حق) میں پائے جاتے ہیں، دوسرے مذاہب ہرگز اس معیار پر پورے نہیں اتر سکتے۔ اگر کسی کو اس کے خلاف دعویٰ ہے تو میرے مقابلے میں آکر دیکھ لے مگر باوجود غیرت دلانے کے کوئی مقابلے پر نہ آیا اور آتا بھی کس طرح؟ کچھ اندر ہوتا تو آتا۔ گلا پھاڑنے اور چلاّ چلاّ کر یہ شور برپا کرنے کے لئے تو ہزاروں لوگ تیار ہو جائیں گے کہ ہمارا مذہب سچا ہے مگر خدا کی محبت اور اس کے تعلق کا ثبوت دینا تو کسی کے اختیار میں نہیں، خدا کی محبت تو کیا خدا سے ایک عارضی تعلق بھی جن لوگوں کو نہ ہو وہ خدا کے تعلق کا کیا ثبوت دیں۔

آپؑ نے ہندوؤں کو بھی ایسی دعوت دی اور مسیحیوں کو بھی اور یہود کو بھی اور دیگر تمام ادیان کو بھی مگر کوئی اس حربے کے برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہوا۔ مختلف پیرایوں اور مختلف مواقع پر آپؑ نے لوگوں کو اکسایا مگر صدائے برنخاست۔ ایک دفعہ پنجاب کے لارڈ بشپ کو آپ نے چیلنج دیا کہ میرے مقابل پر آکر دعا کی قبولیت کا نشان دیکھو، تمہاری کتب میں بھی لکھا ہے کہ اگر ایک رائی کے دانے کے برابر تم میں ایمان ہو

تو پہاڑوں سے کہا کہ چلو تو وہ چلنے لگیں گے اور ہماری کتب بھی مومنوں کی نصرت اور تائید اور ان کی دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ دیتی ہے۔ پس چاہئیے کہ تم میرے مقابلہ پر آ کر کسی امر کے متعلق دعا کر کے دیکھو تا معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ (دین حق) کے مطابق زندگی بسر کرنے والوں کی دعائیں مقابلے کے وقت سنتا ہے یا ان کی دعائیں سنتا ہے جو مسیحی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں مگر باوجود بار بار چیلنج دینے کے لارڈ بشپ صاحب خاموش رہے اور ان کی خاموشی ایسی عجیب معلوم ہوتی تھی کہ بعض انگریزی اخبارات نے بھی ان پر چوٹ کی کہ اس قدر بڑی بڑی تنخواہیں لینے والے پادری جب کوئی مقابلے کا وقت آتا ہے تو سامنے ہو کر مقابلہ کیوں نہیں کرتے مگر نہ غیروں کے چیلنج نے پادری صاحب کو مقابلے پر آمادہ کیا اور نہ اپنوں کے طعنوں نے۔ وہ آنوں بہانوں سے اس پیالے کو ٹالتے ہی رہے۔

اس قسم کے چیلنج آپ نے متواتر دشمنانِ (دین حق) کو دیئے ، مگر کوئی شخص مقابلے پر نہ آیا۔ آپؑ کا یہ حربہ ایسا ہے کہ ہر ذی عقل اور صاحبِ شعور آدمی پر اس کا اثر ہو گا اور جوں جوں لوگ اپنے مذاہب کے بے اثر ہونے اور (دین حق) کے زندہ اور مؤثر ہونے کو دیکھیں گے (دین حق) کی صداقت ان پر کھلتی جائے گی۔ کیونکہ مباحثات میں انسان باتیں بنا کر حق کو چھپا سکتا ہے مگر مشاہدے اور تاثیر کے مقابلے میں اس سے کوئی عذر نہیں بن سکتا اور آخر دل سچائی کا شکار ہو ہی جاتا ہے یہ حربہ بھی انشاء اللہ اظہار دین کے لئے نہایت زبردست اور سب سے زبردست حربہ ثابت ہو گا بلکہ ہر عقلمند انسان کے نزدیک اس حربے کے ذریعے سے عقلاً اسلام غالب ہو چکا ہے

گو مادی نتیجہ کچھ دن بعد پیدا ہو۔

یہ پانچ حربے جو حضرت اقدس علیہ السلام نے دشمنانِ (دین حق) پر چلائے ہیں میں نے بطور مثال پیش کئے ہیں جن سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جو کام مسیح موعود علیہ السلام کے لئے تھا وہ آپ کر چکے ہیں اور اگر آپ مسیح موعود علیہ السلام نہیں ہیں تو پھر سوال ہوتا ہے کہ اب کونسا کام رہتا ہے جو مسیح موعود آ کر کرے گا؟ کیا یہ تلوار سے لوگوں کو دین میں داخل کرے گا؟ تلوار سے داخل کئے ہوئے لوگ (دین حق) کو کیا فائدہ دیں گے؟ اور خود ان کو اس جبری ایمان سے کیا فائدہ ہوگا؟ اگر آج مسیحی اپنی طاقت کے نشہ میں مسلمانوں کو جبراً مسیحی بنانے لگیں تو ان کی نسبت ہر شریف آدمی اپنے دل میں کیا کہے گا؟ اگر ان کے اس فعل کو ہم گندے سے گندہ فعل خیال کریں گے تو کیوں اسی قسم کا فعل اگر مسیح موعود کریں گے تو وہ بھی قابلِ اعتراض نہ ہونگے؟ یقیناً تلوار سے (دین حق) میں لوگوں کو داخل کرنا (دین حق) کے لئے مضر ثابت ہوگا نہ کہ مفید۔ وہ ہر شریف الطبع اور آزادی پسند آدمی کو (دین حق) سے متنفر کر دیگا۔ پس تلوار چلانے کے لئے مسیح کی آمد کی ضرورت نہیں، ان کا یہی کام ہوسکتا ہے کہ دلائل سے (دین حق) کو غالب کریں اور دلائل سے اور مشاہدات کی تائید سے (دین حق) کو دوسرے مذاہب پر مرزا صاحب غالب کر چکے ہیں۔ اب اس کام کا کوئی حصہ باقی نہیں رہا کہ مسیح آ کر کریں۔ پس مرزا صاحب ہی مسیح موعود ہیں کیونکہ انہوں نے وہ کام کر کے دکھا دیا۔ جو مسیح موعود کے لئے مقرر تھا۔

اس جگہ پر شاید یہ کہا جائے کہ دلائل تو پہلے بھی موجود تھے پھر یہ کیونکر سمجھا جائے

کہ مرزا صاحب نے (دین حق) کو دیگر ادیان پر غالب کر دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تلوار موجود ہو اور اس کا چلانے والا موجود نہ ہو تو نہیں کہہ سکتے کہ دشمن مغلوب ہو جائے گا۔ دشمن تو تبھی مغلوب ہوگا جب اس تلوار کا چلانے والا موجود ہو اور یہاں تو (دین حق) کا یہ حال تھا کہ تلوار دلائل کی موجود تھی مگر لوگ صرف یہی نہیں کہ تلوار چلانا نہیں جانتے تھے بلکہ اس امر سے بھی ناواقف تھے کہ تلوار موجود ہے۔ یہ حضرت اقدسؑ کا ہی کام تھا کہ آپ نے قرآن کریم کا فہم اللہ تعالیٰ سے پا کر (دین حق) کے غلبے کے ان دلائل کو جو اس زمانے کے متعلق تھے مستنبط کیا اور پھر ان دلائل کو غیر مذاہب کے مقابلے میں استعمال کیا اور دوسرے لوگوں کو ان کا استعمال سکھایا۔ پس آپؑ کی آمد سے ہی (دین حق) غالب ہوا ورنہ جس طرح بے توپچی کے توپ خود اپنی فوج کے لئے مضر ہوتی ہے اسی طرح قرآن کریم اپنے عارف کی عدم موجودگی کے سبب مسلمان کے لئے مضر ثابت ہو رہا تھا اور اسی کے غلط استعمال سے وہ ہلاک اور تباہ ہو رہے تھے لیکن حضرت اقدس علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو پھر اس کلام کے وہ اثرات ظاہر ہوئے اور آپؑ نے ایسے دلائل کے ساتھ (دین حق) کی طرف سے دشمنوں کا مقابلہ کیا کہ مقابلہ کرنا تو الگ رہا، دفاع بھی ان کے لئے مشکل ہو گیا اور بعض تو ان میں سے حکومت کے آگے چلانے لگے کہ وہ جبراً حضرت اقدس کو اس مقابلہ سے روک دے اور روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ اب (دین حق) ادیانِ باطلہ پر غالب ہو کر رہے گا اور اژدھے کی طرح ان کو نگل جائے گا۔''

(دعوت الامیر اردو صفحہ ۱۲۰ تا ۱۴۱)